پولیو

محمد نواز طاہر

کسی بھی قوم کے لئے صحت مند نسل ناگزیر ہے اور اس ضمن میں اقدامات اُٹھانا ہر ریاست کی اوّلین ذمہ داری ہے، معمارانِ پاکستان کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے ریاستِ پاکستان بھی اپنی ذمہ داریاں دستیاب وسائل میں ادا کر رہی ہے اور اگلی نسل کو پولیو جیسے مہلک مرض سے بچانے کے لئے قومی اور بین الاقوامی وسائل استعمال کر رہی ہے لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان تمام اقدامات اور کوششوں کے باوجود پاکستان میں پولیو کا خاتمہ تاحال ممکن نہیں ہوسکا۔

پولیو صرف پاکستان نہیں ایک وقت میں پوری دنیا کا مسئلہ تھا جسے عالمی برادری نے ایک چیلنج کے طور پر قبول کیا اور ہنگامی اقدامات سے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اب یہ صرف پاکستان اور ہمسائے برادر اسلامی ملک افغانستان میں باقی رہ گیا ہے جن میں خاتمے کی کوششیں جاری ہیں لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ ان تمام کوششوں کے باوجود اس کا خاتمہ کیوں نہیں ہو رہا۔ جب کھلے دل سے جائزہ لیا جاتا ہے تو اس میں انسانی غفلت سب سے بڑے عنصر کے طور پر سامنے آتی ہے اور جب غفلت کے اس عنصر پر مزید غور کیا جاتا ہے تو اس میں اس مہلک بیماری کے بارے میں شعور و ادراک کی کمی اور ایک خاص حد تک گمراہی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ ان پہلوؤں پر پاکستان میں ریاستی اور سماجی سطح پر غور کیا جاتا رہا ہے، کیا جا رہا ہے اور اس کو سامنے رکھ کر اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں جن میں سب سے اہم قدم اس کے بارے میں شعور اُجاگر کرنا ہے اور اس مہلک مرض سے بچاؤ کے اقدامات پر سختی سے عمل درآمد کرنا ہے۔ اس ضمن میں حکومتی سطح پر ذرائع ابلاغ کے ذریعے مہم چلائی جاتی ہے جس کے اب تک خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں لیکن سو فیصد نتائج حاصل ہونا باقی ہے۔

سب سے پہلے تو اس مرض کے اسباب یاد دلانا ضروری ہیں کہ یہ لاحق ہوتا کیوں ہے؟ اس ضمن میں بین الاقوامی طور پر مسلمہ رائے یہی ہے کہ اس کی بنیادی وجہ اور سبب انسانی خوراک کی نالی کے ذریعے جسم میں داخل ہونے والا وائرس ہے جو انسانی فضلے اور منہ کے راستے سے پھیلتا ہے، انسانی جسم میں داخل ہو کر انتڑیوں میں پھلنا پھولنا شروع کر دیتا ہے اور جب متاثرہ افراد اسے اپنے جسم سے خارج کرتے ہیں تو یہ مزید پھیلاؤ کا موجب بننے کا خطرہ بنا رہتا ہے جبکہ اس کے پھیلاؤ کے لئے سب سے زیادہ سازگار ماحول صفائی نہ ہونے والا یا، کم صفائی والا مقام ہوتا ہے، اس کے علاوہ مسلسل سفر، روزگار یا کسی وجہ سے نقل مکانی کرنے والے اور خانہ بدوشوں میں پھیلنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ یہ وائرس آنت

میں بڑھتا ہے جس کی ابتدائی علامات بخار، تھکاوٹ، سر درد، قے، گردن کی اکڑن اور اعضاء میں درد کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اس متعدی بیماری کا وائرس اعصابی نظام پر حملہ کرتا ہے اور چند گھنٹوں میں مکمل فالج کا سبب بن سکتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس سے بچاؤ کی تدابیر اور اقدامات کے سوا تا حال اس کا کوئی علاج بھی نہیں۔ یہ وائرس اگرچہ کسی بھی عمر کے انسان کو متاثر کر سکتا ہے لیکن پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو نہ صرف مفلوج کر سکتا ہے بلکہ ان کی موت کا بھی باعث بن سکتا ہے۔ پولیو کا کوئی علاج نہیں، صرف اس سے بچا جا سکتا ہے۔ بچاؤ کے لئے بچوں کو حفاظتی ویکسین دی جاتی ہے جس کے بارے میں عالمی طبی ماہرین کی رائے ہے کہ یہ بچے کو زندگی بھر کی حفاظت کر سکتی ہے۔

پولیو ویکسین کی دو قسمیں ہیں ایک کو او پی وی اور دوسری کو آئی پی وی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے منہ کے ذریعے دی جانے والی ویکسین کو او پی

وی کہتے ہیں جو محفوظ و مؤثر ہے جبکہ یہ ویکسین پلانے کے لئے کسی صحت کے ماہر یا جراثیم سے پاک سرنج اور سوئی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، اسے کئی بار دیا جاسکتا ہے اور یہ پولیو وائرس کے خلاف لمبے عرصے تک تحفظ فراہم کرتی ہے۔ دوسری قسم آئی پی وی ہے جو دینے کے لئے تربیت یافتہ طبی عملے، جراثیم سے پاک سرنج اور سوئی اور مناسب آلات وطریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے، یہ بچوں کو پولیو سے بچانے کے لئے انتہائی مؤثر قرار دی جاتی ہے تاہم اس کی صلاحیت او پی وی کے مقابلے میں محدود قرار دی جاتی ہے یوں او پی وی اور آئی پی وی کے مرکب سے پولیو وائرس کے خلاف تحفظ میں نسبتاً اضافہ ہوتا ہے۔ آئی پی وی خون میں شامل ہو کر قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے جبکہ او پی وی آنتوں میں قوت

مدافعت بڑھاتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں بچوں کو معمول کی ویکسینیشن کے دوران او پی وی کی کئی خوراکوں کے علاوہ عام طور پر آئی پی وی کی تین خوراکیں تجویز کی جاتی ہیں۔

یہ وہ ویکسین ہے جس کے قطرے پلانے کے لئے حکومت مہم چلاتی ہے تاہم اسے کچھ مغالطوں کے باعث مزاحمت کا سامنا ہے، ایک مغالطہ مذہبی بنیاد پر ہے اور اس کا شدید ترین پراپیگنڈہ بھی کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے قطرے پلانے والے رضا کاروں کو بعض علاقوں میں شدید ترین مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ مزاحمت کاروں نے مختلف واقعات میں انسانی خدمت کا یہ کام کرنے والے رضا کاروں کی جانیں تک لے لی ہیں۔ ان مزاحمت کاروں کا ایک مغالطہ یہ ہے کہ ویکسین حرام ہے، انہیں اس ویکسین کے اجزا پر تحفظات ہیں حالانکہ منہ کے ذریعے دی جانے

والی ویکسین (او پی وی) کو دنیا بھر کے اسلامی قائدین حلال قرار دے چکے ہیں۔مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے ان قائدین میں جامعہ الازہر کے شیخ الاعظم طنطاوی، سعودی عرب کے مفتی اعظم اور مجالس کونسل آف علما انڈونیشیا کے جید علماء کرام شامل ہیں۔او پی وی کومحفوظ اور حلال قرار دینے والے دیگر اہم بین الاقوامی اسلامی اداروں میں دارالعلوم دیوبند، آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس، انٹرنیشنل یونین فار مسلم سکالرز (مفتی ڈاکٹر یوسف القرضاوی)، امام مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) اورکئی دیگر جید علمائے کرام، مفتیانِ کرام شامل ہیں۔علاوہ ازیں اہم بات یہ بھی ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے پولیو کے شکار ممالک سے تعلق رکھنے والے ہر عمر کے افراد پر پولیو ویکیسین پینا لازم قرار دے رکھا ہے اور

کوئی شخص حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے (یا دیگر وجہ سے) پولیو ویکیسن کے قطرے استعمال کرنے کا سرٹیفکیٹ پیش کیے بغیر سعودی عرب میں داخل نہیں ہوسکتا۔ان اقدامات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پولیو کے قطروں کے بارے میں جن تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے وہ درست نہیں۔مزید براں مہلک بیماری کے وائرس سے بچاؤ کے لئے چلائی جانے والی سرکاری مہم میں علماء کرام، معاشرے کے اہلِ رائے افراد کو بھی اس کا حصہ اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ تاکہ عوام الناس اور خاص طور پر مزاحمت کاروں کے تحفظات بھی دور ہوں اور عام آدمی اپنے بچوں کو قطرے پلانے میں کسی سستی کا مرتکب نہ ہو جبکہ یہ سستی اور غفلت اگلی نسل کے لئے خوفناک اور انتہائی تکلیف دہ ہوسکتی ہے۔

ابتدائی سطور میں ذکر کیا گیا تھا کہ انسدادِ پولیو مہم بار بار چلائے جانے کے وہ نتائج سو فیصد برآمد کیوں نہیں ہوتے جن کی توقع کی جاتی ہے

تواس کے ایک سے زائد محرکات ہو سکتے ہیں جن میں ابھی بھی اوّلین پہلو اس ویکسین کے خلاف تحفظات کا پوری طرح دُور نہ ہونا اور ویکسین کے خلاف ایک مخصوص طبقے کا پراپیگنڈا ہے۔ دوسری وجہ سینی ٹیشن اور غذائی کمیابی و بے احتیاطی ہے اور تیسری اہم وجہ آگہی وشعور اور تشہیری مہمات ہیں۔ان مہمات میں ایک بات خاص طور پر نوٹ کی گئی ہے کہ تشہیری مہم صرف سرکار کی طرف سے چلائی جاتی ہے یا پھر اس میں مختلف ذرائع سے فنڈز حاصل کرنے والی غیر سرکاری تنظیمیں سرگرم دکھائی دیتی ہیں جن میں زیادہ تر ایک ہی طرح کے لوگ بار بار نظر تو آتے ہیں لیکن وہ صرف سیمینارز اور واک، یا ریلیوں میں ملتے ہیں۔ وہ عوام سے کم رجوع کرتے ہیں جبکہ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق بھی اشرافیہ سے ہوتا ہے اور وہ اس

طبقے کی حد تک کارگر ہوتے ہیں۔ اگر چہ ان میں سے کچھ لوگوں کی دُور دراز تک رسائی بھی ہوتی ہے لیکن بہت زیادہ مؤثر نہیں، جن علاقوں میں اس شعور کی ضرورت ہے وہاں پہنچنے میں وہ خود تحفظات اور خطرات محسوس کرتے ہیں۔ تشہیری مہم میں بھی فنڈز کا بڑا حصہ اقرباء پروری اور افراد کو نوازنے پر صرف ہو جاتا ہے۔ ایسے ایسے اخبارات پر فنڈز اشتہارات کی مد میں استعمال ہوتے ہیں جو عوام تک رسائی نہیں رکھتے، ان حالات میں صرف سرکاری میڈیا کے ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن اپنا کردار ادا کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ پولیو کے خلاف مہم کو محکمہ صحت ہی کی ذمہ داری تصور کیا جاتا ہے، دیگر محکمے اس کی آگہی مہم کو اپنی قومی مہم کے طور پر نہیں چلاتے۔ ایسی تفصیلی بحث یا ذمہ داری کا تعین نہیں کیا جاتا ہے کہ ہر وقت عوام کی توجہ کے مرکز عوامی نمائندے اپنے حلقے میں ہر بچے کو پولیو کے قطرے پینے کے عمل کو یقینی بنانے کی ذمہ داری لیں جبکہ یہ

قومی مسئلہ ہے اور اسے قومی مسئلے کے طور پر ڈیل کیا جانا چاہیے۔ ہر ادارے کے کردار کا تعین کر کے اس پر عملدر آمد کرانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انتخابی عمل میں امیدوار بننے والوں کے اپنے اور تائید و تجویز کنندگان پر اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کا سر ٹیفکیٹ پیش کرنا لازم قرار دیا جائے جبکہ پولیو کے قطروں کا ریکارڈ روزانہ کی بنیاد پر نادارا میں اَپ ڈیٹ کیا جائے اور ویکسینیشن پوری ہونے پر کورونا طرز کا سر ٹیفکیٹ جاری کیا جائے، اسی طرح سفر کے لئے کورونا سر ٹیفکیٹ کی طرح ریلوے میں بھی ٹکٹ کے اجرا کے وقت اُسے پیش کرنا لازم قرار دینے سے یہ مہم کامیاب کی جاسکتی ہے۔ ویکسین کے حرام ہونے کے تحفظات دُور کرنے کے لئے جس طرح مسلم قائدین

نے فتوے اور آراء دی ہیں وہ عوام تک مؤثر انداز سے پھیلائے جائیں اور تمام دینی درسگاہوں تک پہنچائے جائیں اور خطیب حضرات کو پابند بنایا جائے کہ وہ ان فتوؤں کو اپنی تقریر کا حصہ بنائیں اور خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخواہ کے ان علاقوں میں فوکس کیا جائے جہاں ابھی تحفظات پوری طرح سے دُور نہیں ہوئے اور ویکسین کے خلاف مزاحمت بھی دکھائی دیتی ہیں۔ تمام تعلیمی اداروں کو بھی کردار سونپا جائے۔

اس وقت کی صورتِ حال پولیو وائرس کے بین الاقوامی پھیلاؤ پر انٹرنیشنل ہیلتھ ریگولیشنز (۲۰۰۵ء) (آئی ایچ آر) کے تحت ہنگامی کمیٹی کے ۱۵ جون ۲۰۲۲ء کو منعقد ہونے والے بتیسویں اجلاس سے واضح ہوتی ہے جس میں عالمی ادارہ صحت کے ڈائریکٹر جنرل اور متعلقہ مشیروں نے بھی شرکت کی اور کمیٹی نے صوبہ خیبر پختونخواہ (کے پی) کے ضلع شمالی وزیرستان میں وائرس پھیلنے پر تشویش کا اظہار کیا۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ جنوبی

کے پی میں پیشرفت میں رکاوٹ کا باعث پیچیدہ سیکورر ٹی صورتِ حال نیز ویکسینیشن سے اِنکار کے ساتھ کمیونٹی کی مزاحمت جیسے چیلنجز شامل ہیں۔کمیٹی نے اس بات کو بھی خاص طور پر نوٹ کیا کہ پاکستان میں زیادہ خطرے والی موبائل آبادی جیسے تارکین وطن، خانہ بدوش، بے گھر آبادی، خاص طور پر افغان مہاجرین بین الاقوامی پھیلاؤ کے مخصوص خطرے کو ظاہر کرتی ہے۔کمیٹی نے بھی یہی مؤقف دوہرایا ہے کہ سفر میں رہنے والوں پر ایک مہینے کے بعد ویکسین کا سرٹیفکیٹ لازم قرار دیا جائے۔کمیٹی نے زور دیا کہ پولیو مہم کو جہاں بھی ممکن ہو صحت عامہ کے دیگر اقدامات کے ساتھ مربوط کیا جائے۔اس کمیٹی نے بھی مشورہ دیا ہے کہ پولیو کی مہم کو گھر گھر پھیلایا جائے اور یوں اسے ٹاک آف ٹاؤن سے لے

کر ٹاک آف ہوم میں تبدیل کیا جائے۔

اس میں دورائے نہیں کہ ملک میں چلائی جانے والی پولیو مہم کے عام آدمی پر اثرات مرتب ہوئے ہیں اور عام آدمی کو پولیو کے بارے میں شعور آیا ہے اور وہ بچوں کو پولیو ویکسین پلانے میں دلچسپی رکھتا ہے لیکن اصل مسئلہ ان علاقوں کا ہے جہاں اس ویکسین کو دُرست نہیں سمجھا جاتا اور اسے دُرست تسلیم کرانا ہی کامیابی ہے جو صحت مند توانا، تندرست محفوظ نسل اور محفوظ پاکستان کی ضمانت ہے۔